روشنی کی کرن

حامد سراج

ٹھک ٹھک ٹھک

دروازے پہ دستک ہوئی

میں نے اُٹھ کر دروازہ کھولا ..... اجنبی کے ہمراہ سرد ہوا کا جھونکا بھی اندر آگیا چند لمحوں میں سرد ہوا کا جھونکا تو کہیں کھو گیا مگر اجنبی میرے سامنے بیٹھا رہا۔ تھکا تھکا، اداس اداس، نڈھال نڈھال سا میں اُسے دیکھتا رہا۔ دونوں گم سم ایک دوسرے کو تکا کئے۔

کیسے آئے ہو ... ؟

خاموشی گہری خاموشی .....

اجنبی کیسے آئے ہو۔ بولو گے نہیں۔

اس کی آنکھیں ڈبڈبائیں اور وہ ساون بھادوں کی طرح برسنے لگا۔ کافی دیر بعد جب آنسو اس کے چہرے پر خشک ہو گئے تو لگا جیسے ساون کے کھل کر برسنے پر بھی اسکی ویرانیاں کم نہیں ہوئیں۔ میں نے چائے کا کپ اس کے سامنے رکھا۔ چائے سے اُٹھتی بھاپ کے ساتھ اس کے اندر سے باتوں کی بھاپ اُٹھنے لگی۔

میں تھک گیا ہوں۔ بہت تھک گیا ہوں۔ ویران ہو گیا ہوں۔ بہت اندھیرا ہے۔ میرے اندر بہت اندھیرا ہے۔ ساری روشنیاں گل ہو گئی ہیں۔ لگتا ہے چراغ صرف بجھے ہی نہیں بجھ کے، کہیں اتھاہ گہرائیوں میں گم ہو گئے ہیں۔ شاید وہ کبھی نہ ملیں اور میری زندگی میں روشنیاں .... ہاں روشنیاں .... الفاظ ٹوٹتے جُڑتے سے ہے۔ وہ کہنے لگا ... میں بیمار ہوں — میری روح سسک رہی ہے ——— گناہوں کے لاتعداد انگارے میں نے نگل لئے ہیں۔ معصیت کی ولدل نے مجھے نگل لیا ہے .... میں جتنی بھی کوشش کرتا ہوں جتنے بھی ہاتھ پاؤں مارتا ہوں، رہائی پانے کی بجائے کہیں اور نیچے کی طرف اپنے آپ کو اُترتا ہوا محسوس کرتا ہوں۔

وہ بولتا رہا ... میں سنتا رہا

میں نے نئی زندگی کی روشنیاں اپنے اندر سمیٹنے کی بہت کوشش کی۔ میں نے زندگی کو روشن کرنا چاہا مگر ان روشنیوں نے روشنی کی بجائے تاریکیاں بچھائیں۔ میں نے لاتعداد فلمیں دیکھیں۔ کلبوں میں ڈانس کئے۔ صنفِ نازک کو باہوں میں لے کے جھوما۔ مغرب کی اندھا دھند تقلید میں اتنا دور نکل گیا کہ کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا مگر کل رات اچانک ایک حادثہ ہو گیا۔

کیا کہہ رہے ہو ... حادثہ ہو گیا۔ کیا حادثہ ... ؟ میں نے اس کے اُلجھے بالوں پہ نظریں ڈالتے ہوئے کہا۔ ہاں ہاں حادثہ ..... اور اسی لئے میں تمہارے پاس آیا ہوں ... علاج لینے راستہ پوچھنے

کیا کہہ رہے ہو اجنبی مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا .....

کل رات جب میں بہت دیر میں گھر لوٹا تو تھکا ہارا جوتیوں سمیت ہی بستر میں گھس گیا .... میری آنکھ لگ گئی .... یا خدا وہ خواب تھا یا حقیقت ... میں نے ایک آواز سنی، دلوں کو چیرتی، دماغوں کو مسخر کرتے، زندگی کو منور کرتی اور روح کو جھنجوڑتی ہوئی ... کوئی کہہ رہا تھا:

"میں نے چالیس برس لوگوں کو قرآن سنایا۔ پہاڑوں کو سناتا تو عجب نہ تھا کہ اُن کی سنگینی کے دل چھوٹ جاتے۔ غاروں سے ہمکلام ہوتا تو جھوم اُٹھتے۔ چٹانوں کو جھنجوڑتا تو چلنے لگتے۔ سمندروں سے مخاطب ہوتا تو ہمیشہ کے لئے طوفان کنارہ ہو جاتے۔ درختوں کو پکارتا تو دوڑنے لگتے۔ کنکریوں سے کہتا تو لبیک کہہ اُٹھتیں صرصر سے گویا ہوتا تو وہ صبا ہو جاتی۔ دھرتی کو سناتا تو اس کے سینے میں بڑے بڑے شگاف پڑ جاتے۔ جنگل لہرانے لگتے۔ صحرا سرسبز ہو جاتے مگر میں نے ان لوگوں کو خطاب کیا جن کی زمینیں بنجر ہو چکی ہیں۔ جو برف کی طرح ٹھنڈے ہیں جن کے ہاں دل و دماغ کا قحط ہے جن میں ٹھہرنا المناک اور جن سے گزر جانا خطرناک ہے جن کے سب سے بڑے معبود کا نام طاقت ہے"

ہاں ہاں ابھی تک وہ آواز میرے اندر گونج رہی ہے میرے اندر گناہوں نے جو بڑے بڑے مضبوط قلعے بنائے ہیں اور ان قلعوں کی حفاظت کے لئے شیطانوں کی ایک پوری فوج ہر وقت چوکس رہتی ہے .... ہاں ہاں ... کل رات اس آواز نے ان قلعوں میں دراڑیں ڈال دیں ... شیطانوں کی فوج بھسم ہو کر رہ گئی .... ایک نئی فوج ابلیس کی قیادت میں نکلی مگر اس آواز کی گھن گرج سے زمین بوس ہو گئی۔

رات دھیرے دھیرے سم کو سرک رہی تھی اور وہ مجھ سے سامنے اُس آواز کے مقدس حلقے

میں بیٹھا ہے اپنی داستان سنا رہا تھا .... وہ مجھ سے پوچھنے لگا ....

یہ کس کی آواز ہو سکتی ہے ؟

کسی فرشتے کی ؟

کسی مقدس روح کی ؟

اس نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کہنے لگا اب جانے ایسی خوبصورت آواز کبھی سن بھی پاؤں گا یا نہیں ؟

میں نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا ... پیارے روشنی کی جو کرن تم نے دیکھی ہے وہ تمہیں منزل تک لے جائیگی ۔ ایسی منزل جہاں اندھیرا نام کو نہیں ..... آؤ میں تمہیں ایسی بہت سی آوازیں سناؤں تاکہ تمہارے دل پر سے تاریکیاں چھٹ جائیں اور تم روشنیوں کے ایسے مقدس شہر میں جا بسو جہاں مقدس ہستیاں تمہارا استقبال کریں ۔

میں اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا ۔ وہ ٹکٹکی باندھے مجھے دیکھتا رہا ....

میں نے پلٹ کر اس سے سوال کیا ۔

اجنبی کبھی مرزائیوں سے بھی راہ و رسم رہی ہے ۔

راہ و رسم ..... میں تو اُن کے بہت قریب رہا ہوں ۔ انہوں نے دلائل دے دیکر مجھے قائل کرنا چاہا کہ اُن کا مذہب سچا ہے ۔ چند دن پہلے ہی ایک مرزائی دوست نے مجھے کہا کہ اب میں اُن کا مستقل ممبر بن جاؤں ..... میں ڈگمگایا تو وہ آواز جو خواب میں گونجی ، اس کی دلائل سننے کے بعد مجھے یوں لگا جیسے ابھی تک میں کانٹوں بھرے جنگل میں بھٹک رہا ہوں ۔

آؤ دوست ..... وہی گونج میں تمہیں سناؤں

وہ اپنے گھٹنوں پر چہرہ ٹکائے مجھے حیران آنکھوں سے دیکھنے لگا .....

الفاظ میری زبان سے پھسلنے لگے .....

یہ اکتوبر ۱۹۳۴ء کی بات ہے .... وہ ہستی جسے تم نے خواب میں سنا ہے اسی کی گونج فضاؤں میں بکھری اوراق پر بچھی اور دلوں پہ ثبت ہو گئی .....فرنگی کا جسم میدانِ حشر سے پہلے ہی اسی دنیا میں پسینے سے شرابور ہو گیا

......فرعونی تخت اُلٹا جا رہا ہے ۔ انشاء اللہ یہ تخت نہیں رہے گا ۔ وہ نبی کا بیٹا ہے میں نبی کا نواسہ ہوں وہ لے آئے تم سب چپ چاپ بیٹھ جاؤ وہ مجھ سے اردو فارسی پنجابی میں ہر معاملے پر بحث کر لے ۔ یہ جھگڑا آج ہی ختم ہو جائیگا ۔ وہ پردے سے باہر آئے نقاب اٹھائے ۔ کشتی لڑے ۔ مولا علی کے جوہر دیکھے وہ ہر رنگ میں آئے وہ موٹر میں بیٹھ کر آئے میں ننگے پاؤں آؤں وہ ریشم پہن کر آئے میں کھدر کا کرتا ۔ وہ زعفران کباب ، یاقوتیاں اور پڈنگ کھا کر آئے اپنے آبا کی سنت کے مطابق کھا کر آئے ۔ میں اپنے نانا کی سنت کے مطابق جو کی روٹی کھا کر آؤں ۔ یہ ہمارا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں یہ برطانیہ کے دم کٹے کتے ہیں وہ خوشامد میں برطانیہ کے بوٹ صاف کرتا ہے میں تکبر سے نہیں کہتا بلکہ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے اکیلا چھوڑ دو پھر بشیر کے اور میرے ہاتھ دیکھو ۔ کیا کروں لفظ تبلیغ نے ہمیں مشکل میں ڈال دیا ہے یہ سیاسی مجلس نہیں ہے ۔ او مرزائیو . . . . اگر باگیں ڈھیلی ہوتیں تو میں کہتا ہوں کہ اب بھی ہوش میں آؤ تمہاری طاقت اتنی بھی نہیں جتنی پیشاب کی جھاگ کی ہوتی ہے .....“

جو پانچویں جماعت فیل ہوتے ہیں نبی بن جاتے ہیں کیونکہ ہندوستان میں ایک مثال موجود ہے جو فیل ہوا ۔ نبی بن گیا ۔ او مسیح کی بھیڑو .... تم سے کسی کا ٹکراؤ نہیں ہوا جس سے اب مقابلہ پڑا ہے یہ مجلس احرار ہے اس نے تم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا ہے ۔

او مرزائیو .... اپنا نبوت کا نقشہ دیکھو اگر تم نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو نبوت کی شان تو رکھتے اگر تم نے مرزائیت کا دعویٰ کیا تھا تو انگریزوں کے کتے نہ بنتے .... “

میرا جرم یہ ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہوں اس جرم میں یہ سزا بالکل کم ہے میں خاتم الانبیاء پر ایسی ہزار جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہوں مجھے شیروں اور چیتوں سے ٹکڑے ٹکڑے کرا دیا جائے اور پھر کہا جائے کہ تمہیں بجرم عشق محمد تکلیف دی جا رہی ہے تو میں خندہ پیشانی سے اس سزا کو قبول کر لونگا ..... میرا آٹھ سالہ بچہ عطاء المنعم اور اس جیسے ، خدا کی قسم ، ہزار بچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر نچھاور کر دوں “

اجنبی کی آنکھوں سے آنسو موتی موتی بن کر گالوں سے ڈھلک رہے تھے ..... اس نے دائیں ہاتھ سے اپنے الجھے بالوں کو ماتھے پر سے ہٹاتے ہوئے پوچھا .... اب مجھے سمجھاؤ اور بتاؤ ..... یہ کون ہیں ؟ کہاں ہیں ؟ کیسے ملوں ان سے ؟

اتنے میں مؤذن کی آواز کانوں سے ٹکرائی .....

اللہ اکبر اللہ اکبر

لا اِلٰہَ اِلا اللہ ......

اجنبی یہ آواز تھی امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ...... جن کی گونج سے فرنگی کے ایوان ہمیشہ لرزتے رہے۔ امیرِ شریعت زندہ ہیں اور ایسے لوگ اپنے کارناموں، کاموں کی بدولت ہمیشہ زندہ رہتے ہیں ...... میں نے اُسے الماری سے امیرِ شریعت کی سوانح عمری نکال کر دی ......

کتاب لے کر جب وہ رُخصت ہوا تو اس کے چہرے پر سکون کی لہریں رقصاں تھیں اور باہر روشنی کی کرنیں سپیدۂ سحر کے نمودار ہونے پر چار سُو کائنات کو منور کر رہی تھیں۔

ادارہ

مولانا اسد اللہ قاسمی رحلت فرما گئے — اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون

ہمارے دیرینہ، مہربان اور مخلص رفیق حضرت مولانا اسد اللہ قاسمیؒ ۳۰ راگست ۱۹۸۹ء کو مدرسہ دارالعلوم حقانیہ ساہیوال (سرگودھا) میں نمازِ ظہر کی ادائیگی کے لئے وضو کے بعد حرکتِ قلب بند ہو جانے سے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قارئین نقیبِ ختم نبوت اور احرار دوستوں کے لئے مولانا مرحوم کی جدائی ایک بڑا صدمہ ہے۔ مولانا مرحوم تمام عمر توحید، ختمِ نبوت اور ناموسِ ازواج و اصحابِ رسول علیہم السلام کے تحفظ کیلئے جدوجہد میں مصروف رہے۔ انہوں نے جامع مسجد قطب الدین جھنگ میں حضرت مولانا محکم الدین دیروی مرحوم سے زانوئے تلمذ طے کیا اور اپنے اُستاد مرحوم کے بعد اسی مسجد میں چوبیس سال تک خدمتِ دین میں مصروف رہے۔ اُنہوں نے نوجوانوں میں دینی و علمی ذوق پیدا کرنے کے لئے جھنگ میں "دارالعلوم سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ" قائم کیا۔

وہ حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور تمام علماءِ حق سے حد درجہ محبت رکھتے تھے۔ احرار کے فکر و نظر سے متفق تھے ان کی دینی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں آپ نقیبِ ختم نبوت کے مستقل قاری تھے اور اپنے حلقۂ احباب میں اسے زیادہ سے زیادہ متعارف کراتے۔ اللہ تعالیٰ اُنکی لغزشیں معاف فرمائے۔ انہیں جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے (آمین)

ادارہ کے تمام اراکین و معاونین اس غم میں لواحقین کے شریک ہیں اور مغفرت کیلئے دعا گو ہیں